IQBAL REVIEW (66: 4)
(October – December 2025)
ISSN(p): 0021-0773
ISSN(e): 3006-9130

تہذیب کی تعریف: فکری ابہامات سے اقداری وضاحت تک

Definition of Civilization: From Intellectual Ambiguities to Value-Based Clarification

حسنین عباس
پی ایچ ڈی سکالر
منہاج یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT

This article undertakes a comprehensive conceptual, historical, and philosophical examination of civilization by critically analyzing its relationship with culture, values, religion, and social organization. Drawing on classical, modern, and contemporary Western and Eastern scholarship, the study demonstrates that civilization has been variously understood as advanced urban culture, moral and intellectual refinement, social organization, and the transformation of the "natural human" into a cultivated social being. Through engagement with thinkers such as Ernst Cassirer, Albert Schweitzer, and Arthur J. Brodbeck, the article highlights the centrality of

values, religion, and ethical purpose in sustaining civilizations and preventing cultural disintegration. It further explores the persistent conceptual ambiguities between culture, civilization, and urbanity, showing how their conflation has led to theoretical confusion in both Western and Muslim intellectual traditions. By tracing the etymology and semantic evolution of civilization—from its Latin roots to its Enlightenment formulations—the study reveals the dominance of material, secular, and individualistic assumptions in modern Western thought, as critically noted by figures such as H. S. Chamberlain. In response to these limitations, the article culminates in a critical appraisal of a newly proposed comprehensive definition by Dr. Tanoli, which conceptualizes civilization as a value-centered, goal-oriented collective mode of thought and action grounded in a clear ideological foundation and oriented toward moral, spiritual, and metaphysical accountability. The study argues that this definition successfully integrates the intellectual, ethical, cultural, practical, and transcendental dimensions of civilization, offering a coherent analytical framework for evaluating the direction, health, and meaningfulness of any civilization.

Keywords: Civilization, Culture, Values System, Religion and Society, Moral and Spiritual Development, Western and Islamic Thought, Social Organization, Ideology and Collective Purpose, Conceptual History of Civilization

تہذیب (Civilization) سے مراد کسی قوم یا معاشرے کا وہ جامع نظامِ زندگی ہے جس میں اس کے فکری، اخلاقی، سماجی، مذہبی، سیاسی اور مادی پہلو یکجا ہو جاتے ہیں۔ تہذیب محض ظاہری ترقی یا مادی آسائشوں کا نام نہیں بلکہ یہ کسی قوم کے تصورِ کائنات، نظامِ اقدار، مقاصدِ حیات اور اجتماعی رویوں کی عکاس ہوتی ہے۔

ایڈورڈ برنیٹ ٹائلر کے نزدیک تہذیب (یا ثقافت) ایک کامل مجموعہ ہے جس میں علم، عقائد، فنون، اخلاق، قانون، رسوم اور وہ تمام صلاحیتیں شامل ہیں جو انسان معاشرے کے رکن کی حیثیت سے حاصل کرتا ہے۔ اس تعریف میں تہذیب کو ایک سماجی و ثقافتی کل کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ آرنلڈ ٹوائن بی کے نزدیک تہذیب دراصل چیلنج اور ردِ عمل (Challenge and Response) کا نتیجہ ہے۔ جب کوئی معاشرہ فطری، سماجی یا فکری چیلنجز کا تخلیقی جواب دیتا ہے تو تہذیب جنم لیتی ہے۔ یہاں تہذیب کو ایک حرکی اور ارتقائی عمل سمجھا گیا ہے۔ سیموئیل ہنٹنگٹن کے مطابق تہذیب انسانوں کی سب سے بڑی ثقافتی شناخت ہے، جو مذہب، تاریخ، زبان اور اقدار پر مبنی ہوتی ہے۔ تہذیب کو شناخت (Identity) کے تناظر میں دیکھا گیا ہے۔

مسلم مفکرین میں سے ابن خلدون کے نزدیک تہذیب (عمران) انسانی معاشرت کے ارتقا کا وہ مرحلہ ہے جہاں تمدّن، نظم، قانون اور اجتماعی شعور پیدا ہوتا ہے۔ تہذیب عروج و زوال کے مراحل سے گزرتی ہے۔ تہذیب ایک تاریخی اور سماجی عمل ہے، جامد شے نہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک حقیقی تہذیب وہ ہے جو روحانی اقدار، اخلاقی خودی اور تخلیقی عمل پر قائم ہو۔ محض مادّی ترقی پر مبنی تہذیب انسان کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ قبال تہذیب کو اخلاقی و روحانی بنیاد سے جوڑتے ہیں۔

تہذیب کسی قوم کے اس ہمہ گیر اجتماعی شعور کا نام ہے جو اس کے فکر و عمل، رویوں، رجحانات اور طرزِ زندگی میں منظم صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اہلِ علم کے نزدیک تہذیب کا لفظ اکثر ثقافت کے مترادف بھی استعمال کیا جاتا ہے[1]، کیونکہ دونوں اصطلاحات انسانی زندگی کے اجتماعی پہلوؤں کی توضیح کرتی ہیں۔ سائمن مرڈن کے مطابق کلچر کی تشکیل مشترکہ زبان، نسل، تاریخ، مذہب اور جغرافیائی خطے کے باہمی اشتراک سے ہوتی ہے، اور اس اعتبار سے ہر فرد کسی نہ کسی ثقافتی نظام کا حصہ ہوتا ہے۔[2]

کلچر سے مراد فنون، رسوم و رواج، عادات، عقائد، اقدار، رویے اور ظاہری طرزِ بود و باش کا وہ مجموعہ ہے جو انسانی زندگی کے اسلوب کو تشکیل دیتا ہے۔ تاہم وسیع تر علمی تناظر میں تہذیب ایک ایسی

اصطلاح ہے جو نسبتاً زیادہ پیچیدہ زرعی اور شہری ثقافتوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ تہذیبوں کو دیگر ثقافتوں سے ان کے منظم اور ترقی یافتہ سماجی ڈھانچوں، مضبوط تنظیمی نظام اور متنوع معاشی و سماجی سرگرمیوں کی بنا پر ممتاز کیا جا سکتا ہے، جو انہیں تاریخی تسلسل اور اجتماعی شناخت عطا کرتی ہیں۔

قدیم ترین زمانے سے نیز دورِ حاضر میں استعمال ہونے والی اصطلاح کے مطابق بھی تہذیب سے مراد معاشرتی تناظر میں پیچیدہ شہری ثقافتیں ہیں جو اپنے مقابل وحشی اور غیر ترقی یافتہ ثقافتوں سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ تہذیب کی اصطلاح کو ثقافتی یا کسی خاص گروہ کی نسلی برتری کے ہم معنی اصطلاح کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی مفہوم کے مطابق تہذیب سے مراد فکر، عادات و اطوار اور ذوق کی تہذیب، ترقی اور ارتقاء بھی ہے۔ ڈاکٹر مظفر عباس کے نزدیک تہذیب کائنات میں انسانی ذہن کے ارتقاء کی شارح اور انسان کی تخلیقی قوتوں کے اظہار کا استعارہ ہوتی ہے۔[۳]

مغربی مفکرین کے مطابق تہذیب انہی اقدار و روایات اور عناصرِ ترکیبی کے ارتقا و تسلسل سے وجود میں آتی ہے جو ثقافت یا کلچر کا حصہ ہوتی ہیں۔ کلچر میں مذہب، جادو، خاندان، معاشرے کی مختلف سرگرمیاں اور سیاسی ادارے شامل ہیں۔[۴] کچھ کلچر مقابلتاً زیادہ ثروت اور تنوع کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ کسی کلچر نے اپنے سماجی نظام کے کتنے زیادہ روزن دنیا کی طرف کھول رکھے ہیں جن سے اس کے اخذ و قبول کا عمل جاری رہ سکے۔[۵]

کلچر سے مراد رویے، سوچ، فکر اور احساس کا اسلوب بھی ہے جو افراد یا معاشرے کی خصوصیت ہوتی ہے۔ کلچر افراد کے کسی بھی گروہ کا من حیثُ الکل سماجی طرزِ عمل ہوتا ہے۔[۶] انسانی ثقافت کو خود انحصاری اور شخصی آزادی کے حصول کا ایک مسلسل عمل بھی کہا گیا ہے۔ ارنسٹ کاسیرر (Ernst Cassirer) کے مطابق زبان، فن، مذہب اور سائنس وغیرہ اس پورے عمل کے مختلف مراحل ہیں۔[۷]

تہذیب یا ثقافت کے تسلسل و استحکام کا انحصار اس کے نظامِ اقدار پر ہوتا ہے۔ آرتھر جے بروڈبیک (Arthur J. Brodbeck) کے مطابق اگر کسی معاشرے میں اقدار کا مستقل نظام نہ ہو اور ان میں سرعت اور وسعت کے ساتھ تبدیلی ہو رہی ہو تو اس تہذیب و ثقافت کے لوگ انجامِ کار انحطاطِ شناخت (Constriction of Identification) کا شکار ہو جائیں گے۔[۸]

کسی بھی کلچر کی تشکیل میں مذہب اور عقیدہ کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ ایمان وعقیدہ ہی نہیں بلکہ اسطوری روایات بھی مختلف ثقافتی رویوں کی صورت گری کرتی ہیں۔[۹] سائمن مرڈن کے مطابق اقدار کے تعین میں مذہب اہم کردار ادا کرتا ہے۔[۱۰]

البرٹ شوائٹزر (Albert Schweitzer) کے مطابق تہذیب افرادِ معاشرہ اور خارجی دنیا دونوں کے حصولِ کمال کی کوششوں کا نام ہے،[۱۱] کیونکہ تہذیب کا حتمی مقصد افراد کی روحانی اور اخلاقی تکمیل ہے۔ تہذیب افراد میں اخلاقی اقدار پیدا اور راسخ کرنے کا نام ہے۔[۱۲] تاہم اس کا انحصار کسی بھی تہذیب کے بنیادی منابع اور عناصرِ ترکیبی پر ہے۔ آج مغربی تہذیب میں سماجی امور سیاسی اور سیکولر فکر کے زیرِ اثر ہیں اور اخلاقیات کا درجہ ثانوی ہے، جس کا سبب محض مادی منابع پر اس کی تاسیس اور روحانی پہلو سے دوری ہے۔[۱۳]

ایچ۔ ایس۔ چیمبرلین (H. S. Chamberlain) نے مغربی تہذیب کے مزاج کو سرکش فرد پرستی کا عنوان دے کر اسے سیاسی اور مذہبی امور میں مؤثر قرار دیا ہے۔ اس فرد پرستی نے آفاقی انسانی معاشرے کے امکانات ختم کر دیے ہیں۔[۱۴]

اپنی سادہ صورت میں تہذیب ابدال کا نام ہے۔[۱۵] یعنی انسان کے ماحول میں جو کچھ فطری طور پر موجود ہے، انسان اسے اپنی صلاحیت اور استعداد کے ذریعے مصنوعی شکل دے دیتا ہے اور اس طرح وہ قدیمی انسان کا درجہ ترک کر کے نئے انسان کا درجہ اختیار کرتا ہے۔ گرے کے بقول:

Civilization at large consists in putting off the ‘natural man’.[16]

سائمن مرڈن کے مطابق تہذیب کلچر کی توسیع شدہ صورت ہے:

The broader construction of culture identity is the civilization.[17]

انگریزی میں تہذیب کے لیے *civilization* کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی میں اس لفظ کے معنی تربیت، اصلاح اور درستگی وغیرہ کے ہیں۔ تہذیب انسانی معاشرے کی وہ خصوصیت ہے جس کی امتیازی شناخت ذہنی، تکنیکی، تمدنی اور معاشرتی ترقی ہوتی ہے۔ تہذیب انسانی ثقافت کی وہ امتیازی صورت ہے جس میں وحشیانہ پن اور غیر محفوظ طرزِ عمل موجود نہ ہو، جس میں مناسب حد تک مادی، ثقافتی، روحانی اور انسانی وسائل کا استعمال پایا جاتا ہو اور فرد معاشرتی ڈھانچے میں رہ کر مکمل طور پر اس سے ہم آہنگ ہو۔ کچھ اہلِ علم کا خیال ہے کہ تہذیب ثقافتی ترقی کا وہ درجہ ہے جس میں لکھنا موجود ہو اور

جس میں ریکارڈ کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔ کسی قوم کا نظریۂ علم ہی اس کی تہذیب کی صورت گری کرتا ہے۔[۱۸]

لفظ *Civilization* کا مادۂ اشتقاق لاطینی لفظ *Civilis* ہے، جس کا مطلب ہے شہری یا شہر میں رہنے والے لوگ جن پر اس شہر کے قانون کے مطابق حکمرانی کی جارہی ہو۔[۱۹] گویا *Civilization* کا مفہوم شہر میں رہنا یا شہری طرزِ زندگی اور عادات واطوار اختیار کرنا ہے۔ تہذیب سے مراد انسان کے خارجی حالات کی بہتری اور ان میں کمال کا حصول ہے، اور اس کا انحصار انسان کے ماحول اور دوسرے افرادِ معاشرہ کے ساتھ تعلق پر ہے۔ تہذیب طبیعیاتی اور سماجی دونوں طرح کے امور کا احاطہ کرنے والی اصطلاح ہے۔[۲۰]

اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں تہذیب کے معانی اصلاح، پاک کرنا، صفائی، آراستگی، ذہنی ترقی، طرزِ معاشرت، رہنے سہنے کا انداز، تمدن، ترقی، بہتری، کسی کتاب وغیرہ کی ترتیب، تدوین، درست کرنا اور صفا و جلا بیان کیے گئے ہیں۔[۲۱] قومی انگریزی اردو لغت میں *Civilization* کا مفہوم تمدن، مدنیت، تہذیب وتمدن، اصلاح، تربیت، درستی، انسانیت، شائستگی اور تمدنی ترقی بتایا گیا ہے۔[۲۲]

دی یونیورسل ڈکشنری آف دی انگلش لینگویج (*The Universal Dictionary of the English Language*) کے مطابق سِولائزیشن (Civilization) کا مفہوم "مہذب بنانے کا عمل" (The act of civilizing) اور "سماجی، اخلاقی، فکری اور صنعتی ترقی کی ایک حالت" (A state of social, moral, intellectual, and industrial development) ہے۔[۲۳]

اسی طرح دی شارٹر آکسفورڈ انگلش ڈکشنری (*The Shorter Oxford English Dictionary*) کے مطابق مختلف تاریخی ادوار میں اس لفظ کے معانی میں تغیر پایا جاتا رہا ہے۔ اس تاریخی توضیح کے مطابق سِولائزیشن (Civilization) کے مفاہیم میں "مہذب بنانے یا مہذب ہونے کا عمل" (The action or process of civilizing or of being civilized – 1775)، "مہذب حالت یا کیفیت" (civilized condition or state – 1772)، "وحشت کی حالت سے نکال کر تہذیب کی طرف لانا، زندگی کے فنون سکھانا، ذہنی و اخلاقی طور پر روشن اور مہذب بنانا، اور کسی مہذب معاشرت میں مناسب بنانا" (to make civil; to bring out of a state of barbarism; to instruct in the arts of life; to enlighten and refine; to

(make proper in a civil community – 1643) اور "خود مہذب یا تعلیم یافتہ ہو جانا" (to become civilized or educated – 1868) شامل ہیں۔[۲۴]

مزید بر آں دی نیو لیکسیکون ویبسٹرز ڈکشنری آف دی انگلش لینگویج (*The New Lexicon Webster's Dictionary of the English Language*) کے مطابق سولائزیشن (Civilization) سے مراد "مہذب بنانے یا مہذب ہونے کا عمل، مہذب ہونے کی حالت، کسی مخصوص مہذب معاشرے کی مجموعی خصوصیات، جیسے یونانی تہذیب" (a making or becoming civilized, the state of being civilized, the sum of qualities of a particular civilized society, Greek civilization) ہیں۔[۲۵]

دی آکسفورڈ ڈکشنری آف ورڈ ہسٹریز (*The Oxford Dictionary of Word Histories*) میں لفظ Civilian کے تحت مختلف تاریخی ادوار کے حوالے سے یہ معانی بیان کیے گئے ہیں:

"a practitioner of civil law, civil law (19th century), civil service (late 18th century), good citizenship or orderly behaviour; the sense of politeness arose in the mid-16th century."[26]

دی انسائیکلو پیڈیا آف فلاسفی (*The Encyclopedia of Philosophy*) کے مطابق *Culture and Civilization* سے مراد "actual social condition of the citizen, contrast with barbarism" ہے۔[۲۷]

انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز (*Encyclopedia of Social Sciences*) میں *Civilization* کے مفہوم کو تاریخی پس منظر کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ یہ اصطلاح لاطینی سے ماخوذ ہے، تاہم اس کی تشکیل بالواسطہ ہے۔ کلاسیکی لاطینی میں *civilis* اور *civilitas* شہری سے متعلق عمومی اوصاف—بالخصوص شائستگی اور خوش اخلاقی—پر دلالت کرتے تھے۔ قرونِ وسطیٰ میں اس مفہوم میں وسعت آئی، جیسا کہ دانتے کی *De monarchia* میں *human civilitas* فرد، خاندان، محلے اور قوم سے ماورا ایک جامع سماجی وحدت کی علامت بنتی ہے۔ اٹھارویں صدی کے عقلیت پسندوں، خصوصاً والٹیر اور فرانسیسی انسائیکلو پیڈسٹوں نے اس لفظ کی موجودہ صورت اور معنوی جہت وضع کی؛ بوسویل نے اسے انگریزی میں متعارف کرایا۔ اس وقت زور جاگیرداری اور "تاریک ادوار"

کے بالمقابل تہذیب پر تھا، اور اسی "روشن خیالی" کی قدرتی ترجیحات نے بعد ازاں تہذیب اور تہذیبی سرگرمیوں کے تصور کو متاثر کیا۔ معاشرے اور انسانیت کی براہِ راست اور عقلی ترقی کا نسبتاً غیر تنقیدی مفروضہ آج بھی امریکہ اور مغربی یورپ میں رائج تصورِ تہذیب کی نمایاں خصوصیت ہے، جب کہ جرمن اور سلاوی مفکرین نے یکساں تہذیب اور ترقی کے اس مفروضے کے اعتباطی و مصنوعی ہونے پر بارہا اعتراضات کیے ہیں۔[۲۸]

بعض اہلِ علم نے کلچر کو تہذیب کی اصل قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق بنیادی کلچر ہی بتدریج تہذیب میں بدلتا ہے۔[۲۹]

کلچر شخصیت کے بے محابا اظہار کی ایک صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلچر ایک تخلیقی اُٹھان ہے اور اس کا وجود خلّاق شخصیتوں کے مساعی کا مرہونِ منت ہے۔ مگر جب یہ تخلیقی اُٹھان معاشرے کے رگ و پے میں سرایت کرنے کے بعد قدرتی طور پر رقیق ہو جاتی ہے تو "تہذیب" کہلاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، کلچر نئی قدروں کے اظہار کی ایک صورت ہے، جب کہ ان قدروں کے عوامی سطح پر قبول ہونے کا عمل تہذیب کا عمل ہے۔ کلچر اور تہذیب دراصل انسانی ارتقاء کی دو سطحیں ہیں: ایک تخلیقی سطح اور دوسری تقلیدی۔ کلچر کی سطح تموّج اور جست کی سطح ہے، جب کہ تہذیب کی سطح پھیلاؤ، جذب اور تقلید کی سطح ہے۔[۳۰]

تہذیب تمام سماجی و معاشرتی اسالیب کو محیط ہے، جیسے زبان بھی تہذیب ہی کی ایک صورت ہے۔ مثلاً اردو زبان مسلم تہذیب کا دوسرا نام ہے، کیونکہ اردو نے اس تہذیب کی روح کو اپنے اندر سمیٹا ہے اور یہ تہذیب کے لطیف ترین ابعاد کو بھی منعکس کرتی ہے۔[۳۱] زبان بطورِ تہذیبی مظہر تہذیبی اقدار کی نمائندہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹر مظفر عباس کے بقول، اردو شاعری نے یہ فریضہ قومی تشخص کا تحفظ کرتے ہوئے ادا کیا اور اس نے تین جہات سے قومی تشخص کی صورت گری کی: اجتماعی و تہذیبی شعور، وطنی شعور، اور سیاسی و قومی شعور۔[۳۲]

ثقافت یا کلچر کی اصطلاح میں انسان کی سرگرمیوں کا دائرۂ کار وسیع تر ہے۔ ماہرینِ علمِ بشریات اس اصطلاح کا اطلاق ابتدائی انسان کی مختلف سرگرمیوں—مثلاً اوزار اور روزمرہ اشیاء بنانے—پر کرتے ہیں، اور اس صورت میں یہ سرگرمیاں مادی کلچر کی مختلف صورتیں ٹھہرتی ہیں۔ آج کے ذہنی تناظر میں کلچر سے مراد ایسا شائستہ معاشرہ ہے جس میں اعلیٰ و عمدہ عادات و اطوار اور معیاری و درست

طرزِ تکلّم موجود ہو۔ ایک ان پڑھ آدمی جو ان اوصاف سے خالی ہو، خواہ وہ وحشی پن کے اعتبار سے کسی اعلیٰ کلچر کا حامل ہی کیوں نہ ہو، بدتہذیب ہی قرار پائے گا۔ جس طرح مختلف علاقوں میں ایک معمولی کیڑے سے لے کر ایک بڑے ممالیے تک ہر زندہ شے پر لفظ "حیوان" کا اطلاق ہوتا ہے، اسی طرح کلچر کی اصطلاح ابتدائی انسان کی ذہانت کی سرگرمیوں سے لے کر جدید شہری زندگی کے اعلیٰ ترین حلقوں تک سب کے لیے استعمال ہوتی ہے۔[۳۳]

کلچر کے مفہوم میں اس وقت التباس پیدا ہوتا ہے جب اسے *Civilization* کے ساتھ حد سے زیادہ مربوط سمجھا جائے، اور یہ قربت بعض اوقات مماثلت تک پہنچ جاتی ہے۔ جب اس اصطلاح کو عمومی مفہوم میں استعمال کیا جائے تو اس میں کلچر اور *Civilization* دونوں شامل سمجھے جاتے ہیں۔ جب جنگِ عظیم کے آغاز پر جرمنوں نے کلچر کی اصطلاح استعمال کی تو اس سے ان کی مراد وہ تمام سماجی، سیاسی اور سائنسی سرگرمیاں تھیں جو ان کے ہاں فرانسیسی-جرمن جنگ کے دوران ظہور پذیر ہوئیں۔ کلچر کی اصطلاح *Civilization* سے نہایت قریب ہے، مگر اس کی مماثل نہیں ہے۔[۳۴]

کلچر کا مقصود انسان کی اندرونی ترقی اور حصولِ کمال ہے۔ تاہم انسان کی داخلی زندگی کی ترقی، فروغ اور بہتری کے لیے کلچر واحد ذریعہ نہیں، بلکہ اس کے ساتھ مذہب اور اخلاقیات کا کردار بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے باوجود، کلچر انسانی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے جو طریقے اختیار کرتا ہے وہ نسبتاً کم شدت کے حامل ہوتے ہیں، جن میں علوم اور فنون شامل ہیں۔ گویا کلچر انسانی زندگی کو فکری اور جمالیاتی طور پر مکمل کرنے کا نام ہے۔ جب ان رجحانات کی سمت باطن کی طرف ہوتی ہے تو ان کا اظہار نفسیاتی طور پر ثقافتی خواہشات کی صورت میں ہوتا ہے، یعنی ایسی خواہش جس کے تحت انسان اپنے ارتقاء اور خصوصی ذوق کے حصول کے لیے علم حاصل کرتا ہے۔ یہاں علم سے محض سیکھنا مراد نہیں، بلکہ علم سے زیادہ علم کا شعور اور احساسِ تحسین مقصود ہوتا ہے۔ یہ کیفیت فکری سے بڑھ کر جذباتی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ خیر اور حسن کی طرف عمومی رویے کے بجائے انفرادی اور ذاتی رویے کا نام ہے۔ یہ بعید از قیاس نہیں کہ کوئی شخص علم اور اس کے تمام اسرار و رموز سے واقف ہو، مگر اس میں کلچر موجود نہ ہو، کیونکہ کلچر کا تقاضا یہ ہے کہ حاصل کردہ علم و فن کسی فرد کے ذوق کا حصہ بھی بن جائے۔[۳۵]

تہذیب اور ثقافت کی اصطلاحات مشرقی اہلِ علم کے ہاں بھی خلطِ مبحث کا باعث رہی ہیں۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک اقبال کے ہاں ثقافت اور تہذیب میں کوئی فرق نہیں:

إنّ إقبال لم يفرّق بين مصطلحي الثقافة والحضارة في كل كتاباته شأنه في ذلك شأن معظم المفكرين العرب والمسلمين۔[۳۶]

لٰہذا جب تک تہذیب اور ثقافت کی مختلف جہات کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے، ان میں واضح امتیاز پیدا نہیں کیا جاسکتا۔

وزیر آغا کے مطابق، ہمارے ہاں ثقافت کے بیشتر مباحث محض اس لیے نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکے کہ بحث کرنے والوں نے ثقافت، تہذیب اور تمدن کی حدود متعین نہیں کیں۔ اکثر لوگ تہذیب کو انگریزی لفظ *Culture* کے مترادف سمجھ لیتے ہیں اور فوراً ہی اسے تمدن کا روحانی پہلو قرار دے دیتے ہیں، جس سے معاملہ الجھ جاتا ہے۔ وہ اپنے مضمون میں کلچر کو کلچر یا ثقافت، *Civilization* کو تہذیب، اور *Urban Culture* کو تمدن کے معنوں میں استعمال کرنے کی وضاحت کرتے ہیں، تاکہ ان کے موقف کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔[۳۷]

وہ لکھتے ہیں کہ کلچر اور تہذیب میں وہی نسبت ہے جو بیج کے مغز اور اس کے چھلکے کی ہوتی ہے۔ کلچر قوتِ نمو کا سرچشمہ ہے؛ وہ زمین سے وابستہ درخت کی طرح اسی سے غذا لے کر تخلیقیت پیدا کرتا ہے، جب کہ تہذیب اس تخلیق کی خوشبو ہے جو تاریخ کی ہوا کے ساتھ پھیلتی ہے۔ اگر تخلیقی عمل جاری رہے اور تاریخی رو متحرک ہو تو یہ خوشبو برقرار رہتی ہے، بصورتِ دیگر ماند پڑ کر دوسری تہذیبوں میں جذب ہو جاتی ہے۔ ثقافتی نشاط کے زمانے میں وہبی فکر کو تحریک ملتی ہے، مذہبی و روحانی احیا اور فنونِ لطیفہ میں نکھار پیدا ہوتا ہے؛ لیکن جب کلچر تخلیقی طور پر ساکن ہو جائے تو اس سے جنم لینے والی تہذیب سخت اور جامد ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ مذہب رسموں، زبان کلیشوں اور فن تیار شدہ سانچوں تک محدود ہو جاتا ہے۔ یوں تہذیب روایتوں اور قوانین کا وہ ڈھانچا ہے جس میں معاشرہ سکون پاتا ہے، جب کہ کلچر وہ بیدار روح ہے جو اسے جمود سے نکالتی رہتی ہے؛ اس لیے کلچر کے سیال جوہر اور تہذیب کی جامد صورتوں میں امتیاز ضروری ہے۔[۳۸]

کسی خطے کی انفرادیت اس کا کلچر، اس کلچر کا مدنیت میں ڈھلنا اس کا تمدن، اور پھر اس تمدن کا چہار اکنافِ عالم میں فروغ پذیر ہو جانا اس کی تہذیب کہلاتا ہے۔ کلچر (*Culture*)، تہذیب

(*Civilization*) اور تمدن (*Urban Culture*) میں فرق ہے۔ جب کوئی خطۂ زمین کسی پہاڑ، سمندر، دریا، جنگل یا صحرا کے باعث دوسرے خطوں سے کٹ جاتا ہے تو اس کی زبان، رہن سہن کے آداب، تہوار اور زندگی بسر کرنے کی بیشتر رسوم میں انفرادیت پیدا ہو جاتی ہے یہی انفرادیت اس خطے کا کلچر ہے۔ اسی طرح جب کوئی شہر اپنی انفرادیت (خوشبو) کو تشکیل دینے میں کامیاب ہو جائے تو اس کی تہذیبی حیثیت کو تمدن کہا جاتا ہے، مثلاً شہر لاہور کی انفرادیت کو "لاہوریت" کے نام سے تعبیر کر کے لاہور کا تمدن کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جب تمدن یا ثقافت کے نقوش اپنی جنم بھومی سے باہر نکل کر چاروں سمت پھیلنے لگیں اور ایک وسیع خطے کی آبادی کو اپنے تصرف میں لے لیں تو وہ تہذیب میں ڈھل جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، ثقافت تہذیب کا ابتدائی اور تخلیقی روپ ہے جو جغرافیائی حالات کے تحت جنم لیتا ہے، اور تہذیب ثقافت اور تمدن کا وہ ارتقائی اور عمومی روپ ہے جو چھوٹے جغرافیائی خطوں کو عبور کر کے ایک وسیع علاقے کے آدابِ معاشرت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔[۳۹]

تہذیب اور اس سے متعلق اصطلاحات کی تعریف اور توضیح ابہامات سے پُر ہے۔ بشریات کے ماہرین کے نزدیک ہر وہ کام جو بنی نوعِ انسان نے بحیثیتِ انسان ہونے کے سرانجام دیا، تہذیب یا کلچر کے ضمن میں آتا ہے۔ اس کے برعکس، ابنِ خلدون اور سپنگلر نے تمدن کو شہری زندگی تک محدود کر دیا۔ بعض اہلِ علم نے تہذیب اور تمدن کے معانی میں تفریق کرتے ہوئے کہا ہے کہ تمدن انسان کی خارجی ترقی کا نام ہے، جب کہ تہذیب سے مراد اس کا داخلی یا ذہنی ارتقا ہے۔ تاہم بعض اہلِ علم اس تفریق کے قائل نہیں۔ ان کے خیال میں علم جس طرح ذہن اور مادے کے باہمی عمل وردِ عمل کی مربوط اور بامعنی صورت ہے، اسی طرح تمدن بھی انسان کے خارجی ماحول اور اس کے وسیع ذہن کے باہمی عمل وردِ عمل ہی کی ایک تخلیقی شکل ہے۔ چنانچہ انہوں نے تمدن کی ترکیب کو وسیع تر مفہوم میں استعمال کیا ہے، یعنی تہذیب کو بھی اسی میں شامل کیا ہے۔[۴۰]

تہذیب و ثقافت کے بارے میں پائے جانے والے ابہام کا اندازہ سائمن مرڈن کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ:

Culture can never really be described in their entirety, partly because they are too complex and dynamic.[41]

تاریخ، تہذیب اور تخلیقی تجربے کے باہمی ربط و تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے شمیم حنفی کہتے ہیں کہ ادب اور آرٹ کو تاریخ اور تہذیب کے جبر سے چھٹکارے کی ایک کوشش کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ بے شک ادب اور آرٹ کسی بھی حد بندی کو قبول نہیں کرتے، لیکن یہ حقیقت اس کے باوجود اپنی جگہ برقرار رہتی ہے کہ انسانی تجربے کے اظہار کا دائرہ چاہے جتنا پھیل جائے، تہذیب اور تاریخ کے عمل دخل سے اس کا پوری طرح آزاد اور الگ ہو جانا شاید ممکن نہیں۔ چنانچہ ادب، تخلیقی تجربے اور تاریخ و تہذیب کے باہمی رشتوں کا مسئلہ ہمیشہ سے پریشان کن رہا ہے۔ ادب اور آرٹ کو تاریخ یا کسی مخصوص تہذیبی منطقے کا تابعِ فرمان قرار نہیں دیا جا سکتا۔[۴۲] یہاں بھی ادب، آرٹ، تاریخ اور تہذیب کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے جو پیرایۂ اظہار اختیار کیا گیا ہے، اس میں واضح ابہام، التباس اور تضادات دیکھے جا سکتے ہیں۔

تہذیب کے تصور کی توضیح اور تہذیب کی مختلف تعریفات کی روشنی میں ایک جامع تعریف کی ضرورت ناگزیر ہو جاتی ہے۔ تہذیب کے تاریخی تناظر، معاصر تحقیقات اور اسلامی تہذیب کے مزاج و ساخت کے لحاظ سے تحقیق کرتے ہوئے ڈاکٹر طاہر حمید تنولی نے تہذیب کی ایک جامع تعریف پیش کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی تصور کا ایسا جامع بیان—جو ہر لحاظ سے جامع اور مانع ہو—ایک دقّت طلب امر ہے؛ تاہم تہذیب کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر تنولی اس مرحلے سے بطریقِ احسن عہدہ برآ ہوئے ہیں۔[۴۳]

علمی کاموں میں سب سے دقّت طلب مرحلہ مجرد تصورات کی تاریخ وضع کرنا ہے، کیونکہ ایسا کلی تصور قائم کرنا جو بے شمار جزئیات اور اپنے جملہ پہلوؤں کو اپنے احاطے میں لے لے، نہایت مشکل کام ہے۔ تہذیب کی تعریف وضع کرتے ہوئے بھی یہ امر پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ وہ مجرد اور وسیع مفہوم کا احاطہ کرے، زندگی کے مکمل نصب العین—جو کسی قوم کے سامنے ہو سکتا ہے—پر محیط ہو، اور ان معیارات سے ہم آہنگ ہو جن کے تحت کسی قوم یا فرد کی زندگی کو پرکھا جا سکے۔ تہذیب کی توضیح یا تعریف سے قبل وجود کے تصور کی وضاحت ضروری ہے۔ وجود کی اقسام میں مادی وجود، نفسی وجود، مستقل معروضی وجود، معروضی ذہنی وجود، عینی وجود اور وجودِ مطلق شامل ہیں۔ تہذیب کا تصور جس بنیادی تصور سے جنم لیتا ہے، وہ عینی وجود کے ساتھ متعلق ہے۔[۴۴]

تہذیب وہ معاشرتی ترتیب ہے جو ثقافتی تخلیق کو فروغ دیتی ہے اور معاشرے کی طرزِ زندگی اور فکر و احساس کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ چنانچہ زبان، آلات و اوزار، پیداوار کے طریقے، سماجی رشتے، رہن سہن، اخلاق و عادات، رسوم و روایات، علم و ادب، حکمت و فلسفہ، عقائد و رسوم، فنونِ لطیفہ، عشق و محبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات—یہ سب تہذیب ہی کے مظاہر شمار ہوتے ہیں۔[۴۵] مغربی مفکرین کے ہاں بھی تہذیب روایات سے تشکیل پاتی ہے؛ چنانچہ یہ اصطلاح اُن وسیع ترین انسانی گروہوں کی درجہ بندی کے لیے استعمال ہوتی رہی ہے جو جمالیاتی، فلسفیانہ، تاریخی اور سماجی روایات کے نسبتاً ہم آہنگ مجموعے کے ساتھ اپنی شناخت قائم کر سکتے ہوں۔[۴۶]

تہذیب کا اقدار کے تصور کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ تہذیب کا سب سے وسیع، جامع اور برتر مفہوم یہ ہے کہ وہ کسی انسانی جماعت کی اقدار کے ایسے شعور کا نام ہے جس کے مطابق وہ اپنی زندگی کی تشکیل کرنا چاہتی ہے۔ ان اقدار کے شعور میں تناقض اور تضاد کے بجائے اتحاد اور ہم آہنگی ہونی چاہیے؛ بصورتِ دیگر وہ زندگی کے لیے رہنما کردار ادا نہیں کر سکتیں۔ یہ پہلو تہذیب کا عینی پہلو کہلاتا ہے۔ اس کے بعد اجتماعی ادارات اور نظامات—جیسے ریاست، معاشرہ، آرٹ اور علم—جو اقدار کے حصول کی مسلسل کوششوں کے مستقل نتائج ہیں، تہذیب کے معروضی ذہنی پہلو شمار ہوں گے۔ پھر افراد کے اخلاق و عادات اور نفس کی وہ صفات جن میں اقدار کی روح موجود ہوتی ہے اور جن کے اظہار میں کسی نہ کسی قدر کی جھلک نظر آتی ہے، تہذیب کا موضوعی نفسی پہلو قرار پائیں گی۔ نیز وہ اشیاء جن میں انسان اقدار کی تخلیق کرتا ہے—مثلاً خوشنما تصویر یا خوبصورت عمارت—تہذیب کا مادی پہلو ہوں گی۔ اس طرح تہذیب اقدار کے ہم آہنگ شعور کا نام ہے جو ایک انسانی جماعت رکھتی ہے؛ جسے وہ اپنے اجتماعی ادارات میں معروضی صورت دیتی ہے، اور جسے افراد اپنے جذبات و رجحانات، اپنے سُبھاؤ اور برتاؤ، اور اُن اثرات میں ظاہر کرتے ہیں جو وہ مادی اشیاء پر مرتب کرتے ہیں۔[۴۷]

تہذیب و ثقافت کے باب میں موجود متنوع مباحث اور ان سے پیدا ہونے والے خلطِ مبحث کے حل کے لیے ڈاکٹر طاہر حمید تنولی نے تہذیب کی ایسی جامع تعریف پیش کی ہے جو اس کی جملہ جہات اور مضمرات کا احاطہ کرتی ہے اور ایک مثالی تہذیب کے لیے معیار متعین کرتی ہے۔ ان کے مطابق:

"تہذیب کسی قوم کے ایسے اجتماعی طرزِ فکر و عمل کا نام ہے جو واضح نظریاتی اساس پر قائم اور ایک نصب العین کا حامل ہو۔ اس نظریاتی اساس سے اس قوم کا نظامِ اقدار وجود میں آتا ہو جو خیر و شر کی

واضح تمیز کرتا ہو۔ ان اقدار کا اس قوم کے اجتماعی ثقافتی مظاہر اور نظامِ زندگی میں عملی اظہار موجود ہو، نیز وہ تہذیب عقبی جہت سے بھی عاری نہ ہو۔"[۴۸]

زیرِ بحث تمام تعریفات کے تنقیدی جائزے کے بعد تہذیب کی یہ تعریف اس اعتبار سے غیر معمولی اہمیت اختیار کر لیتی ہے کہ یہ نہ صرف سابقہ فکری ابہامات کو رفع کرتی ہے بلکہ تہذیب کے تصور کو ایک واضح، مربوط اور ہمہ جہت فریم ورک میں منضبط کر دیتی ہے۔ ماضی کی اکثر تعریفات یا تو تہذیب کو محض مادی و تمدنی مظاہر تک محدود کر دیتی تھیں، یا اسے ثقافت، رسوم، شہری زندگی، یا تاریخی ارتقاء کی عمومی علامت کے طور پر پیش کرتی تھیں، جس کے نتیجے میں تہذیب کی داخلی روح، اقداری مرکزیت اور اخلاقی مقصدیت پس منظر میں چلی جاتی تھی۔ اس کے برعکس زیرِ نظر تعریف تہذیب کو محض خارجی نظام یا ثقافتی پیداوار نہیں بلکہ ایک ایسے اجتماعی طرزِ فکر و عمل کے طور پر متعین کرتی ہے جو ایک واضح نظریاتی اساس پر قائم ہو اور جس کے پیشِ نظر ایک متعین نصب العین موجود ہو۔ یہی نظریاتی اساس تہذیب کو محض روایت یا عادت کے دائرے سے نکال کر ایک بامقصد اور شعوری انسانی منصوبہ بنا دیتی ہے۔

اس تعریف کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ یہ تہذیب کو نظامِ اقدار کے ساتھ براہِ راست وابستہ کرتی ہے اور خیر و شر کی واضح تمیز کو تہذیبی شناخت کا بنیادی معیار قرار دیتی ہے، جب کہ بہت سی مغربی تعریفات میں اقدار یا تو اضافی حیثیت رکھتی ہیں یا نسبتی اور غیر قطعی تصور کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ مزید برآں، یہ تعریف اقدار کو محض نظری سطح تک محدود نہیں رکھتی بلکہ ان کے اجتماعی ثقافتی مظاہر اور نظامِ زندگی میں عملی اظہار کو لازمی شرط قرار دے کر تہذیب کے فکری اور عملی پہلوؤں میں کامل ربط پیدا کرتی ہے۔ اس طرح تہذیب نہ صرف سوچ اور تصور کا نام رہتی ہے بلکہ ایک زندہ، متحرک اور قابلِ مشاہدہ حقیقت بن جاتی ہے۔

اس تعریف کی سب سے اہم اور فیصلہ کن خصوصیت اس کی عقبی جہت پر اصرار ہے، جو اسے خالصتاً دنیاوی، مادی یا سیکولر تہذیبی تصورات سے ممتاز کرتی ہے۔ یہی پہلو تہذیب کو محض زمانی ارتقاء کی پیداوار کے بجائے انسان کے کلی وجود، اس کے اخلاقی انجام اور مابعد الطبیعی ذمہ داری کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ اس طرح یہ تعریف تہذیب کو نہ صرف تاریخی اور سماجی تناظر میں معنی خیز بناتی ہے بلکہ اسے انسانی زندگی کے حتمی مقصد اور قدرِ اعلیٰ سے بھی مربوط کرتی ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ تعریف

تہذیب کے فکری، اخلاقی، ثقافتی، عملی اور مابعد الطبیعی تمام پہلوؤں کو ایک ہم آہنگ وحدت میں سمو کر نہ صرف سابقہ تعریفات پر فوقیت حاصل کرتی ہے بلکہ ایک مثالی تہذیبی معیار بھی فراہم کرتی ہے، جس کی روشنی میں کسی بھی تہذیب کی صحت، سمت اور معنویت کا تنقیدی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات و حواشی

---

1. *Encyclopaedia Britannica*, 15th ed. (Chicago: Encyclopaedia Britannica, Inc., 1974), 956.
2. Simon Murdan, *Culture and Society* (London: Routledge, 2001), 456–57.
3. Muzaffar Abbas, *[Tahzīb aur Irtiqā-e-Zehn]* (Lahore, 1991), 8.
4. John J. Honigmann, *Culture and Personality* (New York: Harper & Row, 1963), 1.
5. John J. Honigmann, *Culture and Personality* (New York: Harper & Row, 1963), 1.
6. Marvin Harris, *Culture, Man, and Nature* (New York: Thomas Y. Crowell, 1972), 4.
7. Ernst Cassirer, *An Essay on Man* (New Haven: Yale University Press, 1944), 228.
8. Seymour Martin Lipset, *Political Man* (Garden City, NY: Doubleday, 1962), 50.
9. Bernard E. Meland, *[Religion and Culture]* (n.p., n.d.), 7.
10. Murdan, *Culture and Society*, 457.
11. Albert Schweitzer, *The Philosophy of Civilization* (London: A. & C. Black, 1923), 11.
12. Albert Schweitzer, *The Philosophy of Civilization* (London: A. & C. Black, 1923),

11.

13. Siddiqui, *[Modern Western Civilization]* (Lahore, 1975), ix.

14. H. S. Chamberlain, cited in Connors, *[Western Civilization]* (London, 1970), 136.

15. Gray, *Civilization and Culture* (London: Macmillan, 1932), 52.

16. Gray, *Civilization and Culture* (London: Macmillan, 1932), 52.

17. Murdan, *Culture and Society*, 457.

18. Ziauddin Sardar, *Science, Technology and Development in the Muslim World* (London: Croom Helm, 1979), 32.

19. Gray, *Civilization and Culture* (London: Macmillan, 1932), 50.

20. Gray, *Civilization and Culture* (London: Macmillan, 1932), 50.

21. *Urdu Lughat (Tareekhi Usool Par)*, vol. الف (Karachi: Urdu Lughat Board), 157.

22. *Qaumi English–Urdu Lughat* (Islamabad), 363.

23. *The Universal Dictionary of the English Language* (London, 1960), 188.

24. *The Shorter Oxford English Dictionary* (Oxford: Clarendon Press, 1952), 318.

25. *The New Lexicon Webster's Dictionary of the English Language* (New York, 1989), 180.

26. Glynnis Chantrell, *The Oxford Dictionary of Word Histories* (Oxford: Oxford University Press, 2002), 98.

27. Paul Edwards, ed., *The Encyclopedia of Philosophy* (New York: Macmillan, 1967), 273.

28. Edwin Seligman, ed., *Encyclopedia of the Social Sciences* (New York: Macmillan, 1963), 525.

29. Wazir Agha, *Tahzīb aur Culture* (Lahore, 2002), 51.

30. Wazir Agha, *Tahzīb aur Culture* (Lahore, 2002), 51.

31. Wazir Agha, *Tahzīb aur Culture* (Lahore, 2002), 421.

32. Muzaffar Abbas, *Urdu Shāʿirī aur Qaumī Tashakhkhuṣ* (Lahore, 2002), 71.

[33]. Gray, *Civilization and Culture* (London: Macmillan, 1932), 75.

[34]. Gray, *Civilization and Culture* (London: Macmillan, 1932), 76.

[35]. Gray, *Civilization and Culture* (London: Macmillan, 1932), 77.

[36]. Nassar, *Iqbal wa al-Thaqāfah wa al-Ḥaḍ ārah* (Cairo, 2003), 8.

[37]. Wazir Agha, *Tahzīb aur Culture*, 96–97.

[38]. Wazir Agha, *Tahzīb aur Culture*, 33.

[39]. Wazir Agha, *Tahzīb aur Culture*, 421.

[40]. Jalalipuri, *[Tahzīb, Tamaddun aur Ilm]* (Lahore, 1999), 9.

[41]. Simon Murdan, *Culture and Society* (London: Routledge, 2001), 457.

[42]. Shamim Hanafi, *Adab, Tārīkh aur Tahzīb* (New Delhi, 2003), 9.

[43]. Tanoli ,Tahir Hameed, *[Tahzīb: Mafhūm aur Taʿ rīf]* (Islamabad, 2013), 65.

[44]. Abid, *[Mabādiʾ -e-Tahzīb]* (Lahore, 1989), 21.

[45]. Will Durant, *The Story of Civilization* (New York: Simon & Schuster, 1989), 3.

[46]. Simon Murdan, *Culture and Society* (London: Routledge, 2001), 458.

[47]. Abid, *Mabādiʾ -e-Tahzīb*, 41, 51.

[48]. Tanoli, Tahir Hameed , *Tahzīb: Mafhūm aur Taʿ rīf*, 65.